۲۸ ـــــ ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۰۲/۸۴

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) میں گاڑیوں کا کاروبار کرتا ہوں، اس دوران جب میں شوروم والے سے گاڑی لیتا ہوں، تو ۔ مہینے کے اندر اندر گاڑی کی پوری قیمت دیتا ہوں عام مارکیٹ میں وہ گاڑی مثلاً چار لاکھ میں نقد میں ملتی ہے، اور شوروم والا بھی چار لاکھ میں دیتا ہے، لیکن ایک مہینے تک قیمت ادا کرنے میں تاخیر کی وجہ سے وہ کمیشن کے نام سے دو یا تین ہزار عام مارکیٹ سے زیادہ لیتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ طریقے سے گاڑی لینا اور شوروم والے کو دو یا تین ہزار دینا جائز ہے یا نہیں؟

اور اگر یہ طریقہ درست نہیں ہے تو خرید وفروخت کا شرعی طریقہ کیا ہوگا وضاحت فرمائیں۔

(۲) میں ایک گاڑی لینا چاہتا ہوں جس شوروم والے کیساتھ میرا سودا طے ہے، وہ اس کو ایک سال کے پیمنٹ میں ساڑے تین لاکھ میں دیتا ہے، اگر دو سال کے پیمنٹ پر لیتا ہوں تو مدت میں بڑھوتری کی وجہ سے وہ قیمت کو زیادہ کرکے چار لاکھ تک پہنچا دیتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ مدت بڑھانے کے مقابلہ میں قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میں نے ایک گاڑی چار لاکھ میں دو سال کے پیمنٹ پر بیچ دی، اب دو سال مکمل ہونے سے پہلے خرید کنندہ کل قیمت یکمشت دینا چاہتا ہے، لیکن وہ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ عام مارکیٹ کے حساب سے جو میرا حق بنتا ہے کل قیمت میں سے وہ واپس دو گے، اب اس صورت میں جبکہ وہ کل قیمت لیکر آجائے، تو کل قیمت لینے کے بعد مارکیٹ کے رواج سے لاکھ روپے کے بدلے میں بیس سے پچیس ہزار روپے تک چھوڑ دیئے جاتے ہے۔ یعنی واپس کیئے جاتے ہے، تو ایسی صورت میں کل قیمت میں سے مذکورہ رقم کا اپنی خوشی سے واپس کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر جواز کی کوئی صورت ہو تو وضاحت فرمائیں۔

مستفتی جان افضل درجہ ثانیہ (م)

محمد نذیر ابن نذیر احمد ملتانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔۲ ـــــ نقد یا تاخیر کی شرط پر خرید وفروخت کرنا اس طرح کہ ایک خریدی گئی چیز کے کل پیسے، معاملے کے وقت ہی ادا کر دیے جائیں تو اس چیز کی مقرر کردہ قیمت اور ہو، اور اگر اسی چیز کی قیمت کچھ عرصے کے بعد ادا کی جائے تو اس کی قیمت اور ہو، تو ایسا کرنا درست ہے

جاری ہے ....

بشرطیکہ مندرجہ ذیل شرائط کا خیال رکھا جائے

الف۔ جس مجلس میں عقد ہو اسی مجلس میں سودے کی تعیین ہو جائے کہ سودا نقد ہے یا ادھار۔

ب۔ اسی مجلس میں نقد ادائیگی کی صورت میں اور تاخیر سے ادائیگی کی صورت میں رقم مقرر کر لی جائے۔

ج۔ اگر ادائیگی مقررہ وقت پر نہ ہو سکے تو اس پر مزید بڑھوتری نہ لگائی جائے۔

لہذا مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ پہلی اور دوسری صورت میں شوروم سے گاڑی خریدنا درست ہے۔ مدت کے بڑھانے کی وجہ سے قیمت بڑھانے میں سود نہیں ہے بشرطیکہ یہ بڑھوتری بوقتِ عقد ہی طے ہو گئی ہو۔

③ ______ مقررہ وقت سے پہلے پوری رقم کی ادائیگی میں بائع کی طرف سے کچھ رقم چھوڑ دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ بائع خوشی کے ساتھ چھوڑ دے اور پہلے سے باقاعدہ یہ بات مشروط نہ ہو، اور نہ ہی بوقت ادائیگی یہ بات طے ہو، بلکہ محض اپنی رضامندی سے بائع چھوڑ دے۔ ورنہ نہیں۔

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا وبالنقد بكذا (أو) قال إلى شهر بكذا أو إلى شهرين بكذا. فهو فاسد، لأنه لم يعاطه على ثمن معلوم ((ولنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن شرطين في بيع)) هذا هو تفسير الشرطين في بيع. ______ ومطلق النهي يوجب الفساد في العقود الشرعية وهذا إذا افترقا على هذا. فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم وأتما العقد عليه فهو جائز، لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد.

(المبسوط: باب البيوع الفاسدة، ۱۳/ ۹، غفاريه)

أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء والمحدثين، فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد، فأما إذا قال البائع: أبيعك نقدا بكذا ونسيئة بكذا وافترقا على ذلك دون أن يتفقا على تحديد واحد من السعرين. فإن مثل هذا البيع لا يجوز. ولكن إذا عين العاقدان أحد الشقين في مجلس العقد فالبيع جائز.

(بحوث في قضايا فقهية، أحكام البيع بالتقسيط، ۱/ ۲۹، دار العلوم)

لما في الهداية: (ومن اشترى غلاما بألف درهم نسيئة فباعه بربح مائة ولم يبين فعلم المشتري فإن شاء رده وإن شاء قبل) لأن للأجل شبها بالمبيع ألا يرى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل.

(كتاب البيوع: بيع المرابحة والتولية، ۳/ ۷۸، رحمانيه)

Scanned by CamScanner

((عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة)) وقد فسر بعض اهل العلم، قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: ابيعك هذا الثوب بنقد بعشرة، وبنسيئة بعشرين، ولايفارقه على أحد البيعين، فان فارقه على أحدهما فلابأس، إذا كانت العقدة على أحدهما.

(جامع الترمذي كتاب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة حديث ١٢٣١، ٢/ ٢٧٠، ٢٧١، دار الكتب العلمية. بيروت)

(وكذا في الدر مع الرد: كتاب البيوع، باب المرابحه والتولية ، ٧/ ٣٧٥، دار المعرفة، بيروت)

يجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع ويجوز ان يحط من الثمن ويتعلق الاستحقاق بجميع ذلك فالزيادة والحط يلتحقان باصل العقد عندنا.

(الهداية: كتاب البيوع، فصل المرابحة والتولية، ٣/ ٨٥ رحمانية)

وكذلك المنع من الوضع بالتعجيل في الديون المؤجلة إنمايكون إذا كان الوضع شرطا للتعجيل. أما إذا عجل المديون من غير شرط، جاز للدائن ان يضع عنه بعض دينه تبرعاً.

(بحوث في قضايا فقهية معاصرة. احكام البيع بالتقسيط، ١/ ٢٩، دار العلوم)

(وكذا في شرح المجلة، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني، المادة ٢٥١، دار الكتب العلمية، بيروت) فقط

والله اعلم بالصواب

كتبه: محمد راشد ڈسکوی

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٢٣، / ٢ / ١٤٣٠ هجر

الجواب صحيح

[توقيع]

الجواب صحيح

محمد يوسف افشاني

٢٦/ ٢/ ٣٠ ھ

Scanned by CamScanner